رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
کرونگا دور اس مکہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہی اک دل کی غذا تھی

جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
دکھاؤنگا کہ اک عالم کو پھیرا
فسبحان الذی اخزی الاعادی

قادیان دارالامان

# اخبار بدر

احمدیہ

ایڈیٹر وپروپرائیٹر ایم قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۶ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت تمام فائز المرام ۲۷ فروری کو لاہور سے رونق افروز دارالامان ہوئے۔ اور حضور کی بخیریت یا کامیابی واپسی کی خوشی میں طلباء مدرسہ احمدیہ نے ۲ مارچ کو یہ تکلیف دی جس میں دیگر احباب بھی مدعو کئے گئے تھے۔

جلسہ سالانہ میں آج سے ۸ یوم باقی رہگئے ہیں۔ کثرت سے مہمانوں کی آمد کے خطوط آرہے ہیں اگر چہ خادق انشاء اللہ اپنے وقت مقررہ پر جمعرات ۱۳ مارچ کو سب خریداروں کے نام ڈاک میں ڈالا جائیگا جو دوست جلسہ پر پرچہ لینا چاہیں وہ بواپسی اطلاع دیدیں۔ تاکہ انکا پرچہ یہاں رکھ لیا جائے۔

احمدی کی امداد مخدومی و مکرمی مستری قادر بخش صاحب انجنیر بروف خانہ دہلی نے مبلغ ۱۰ عطا فرمائے۔ اور ایک باہمت دوست نے خود اپنا نام ظاہر کرنیکی اجازت نہیں دیتے مبلغ ۵ روپیہ ماہوار مستقل امداد کا وعدہ

## موسم بہار کے چند شگوفے

انجمن بزم نازمین

کہو جی! ہم نہ کہتے تھے ستم خالی نہ جائیگا
کہ آخر ایک دن خون شہیداں رنگ لائیگا

رقیب و سیہ پر حال جو گزرا گزرتا تھا
ہمیں معلوم ہی پہلے ہی سے تو کیا بتائیگا

شہادت ہو چکی تھی کیفر کردار باقی تھا
ہوئی ہے ابتدا۔ اب انتہا بھی جی دکھائیگا

گدائے کوچہ مہدی نے سچی بات کہدی ہے
ہمیں کل پائیگا جو وہ بھی ہرگز نا نہ پائیگا

ابھی نام خدا کم سن ہیں پھر بھی حشر برپا ہے
شباب اٹھ اٹھ کے طوفاں دیکھئے کیا کیا اٹھائیگا

بسر ہوتی ہیں راتیں کروٹیں لیتے کے مدت سے
وہ کب آرام کی نیند آکے پہلو میں سلائیگا

فقیر عشق کی فریاد امیر حسن کیا سنتا
نشے میں چور ہی سن لیگا جب کچھ ہوش آئیگا

ہمیں ان سے محبت ہے سخن بانی سے نفرت ہے
خلوص دل ملمع سازیوں پر غلبہ پائیگا

ازل ہی سے تمہارے نام میں مخفی بشارت ہے
کہ یہ نفس مسیحائی کئی مردے جلائیگا

منور ساری دنیا کو کریگا چاند نبیوں کا
بساط وصل میر اساقی وحدت بچھائیگا

تمہاری کامیابی درس قرآں ہی میں مضمر ہو
سیاسیات میں لوگو! نہ کچھ بھی ہاتھ آئیگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رکھنا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا
(ازالہ صفحہ ۲۱)

خدا نے اس امت میں سو مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔
(دافع البلاء صفحہ ۳)

نئے اور پرانے رسول کا جو مطلب معترض کے خیال میں آیا ہے وہ غلط ہے۔ یہاں نئے اور پرانے رسول کے معنی ہیں۔ کہ وہ لوگ جو بغیر توسط و اتباع آنحضرت کے نبی ہو چکے ہیں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ یا آئندہ۔ اگر کوئی دعوے کرے کہ میں بغیر توسط آنحضرت نبی ہوا ہوں پس جو اس دونوں قسم کے نبی ہوں۔ ان کے لئے نیا اور پرانا کے الفاظ استعمال فرمائے۔ اور یہ بالکل صحیح کہ اب امت محمدیہ میں ایسے نبی نہیں آسکتے نہ تو نئے اور نہ کوئی نیا۔ لیکن ایک ایسا رسول ہو سکتا ہے جس کا تمام کاروبار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیض سے ہو۔ پس اس کی نبوت کو کوئی نئی نبوت نہیں کہا جائیگا۔ بلکہ وہ حضور کا ظل ہوگا۔ اس لئے اس کی نبوت سے ختمیت کی مُہر نہ ٹوٹیگی۔ چونکہ حضرت مسیح موعود کی نبوت آنحضرت کے طفیل ہے۔ اور ایسی نہیں۔ جس پر نئی یا پرانی نبوت کا اطلاق ہو سکے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنی طرف سے حضرت مسیح موعود کے اقوال میں مطابقت کرکے دکھلانے کی بجائے حضور کے ہی الفاظ میں دکھائی جائے چنانچہ آپ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ایڈیشن دوم) میں ارقام فرماتے ہیں :-

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ (یعنی بغیر واسطہ آنحضرت صلعم فاعل) اور ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے تئیں اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں میں جہاں انکار کیا ہے۔ اور نئے اور پرانے رسولوں کی آمد کو خلاف خاتم النبیین ٹھہرایا ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ اب نہ صاحب شریعت رسول آسکتا ہے نہ بغیر اتباع آنحضرت صلعم۔ مگر ایسا رسول آنا خاتم النبیین کے خلاف نہیں جو نہ صاحب شریعت ہو اور نہ بغیر واسطہ آنحضرت صلعم ہو۔ بلکہ آپ کی شریعت کا متبع اور آپ کے دامن فیض میں تربیت یافتہ ہو۔ مسیح ناصری چونکہ ان باتوں سے متصف نہیں۔ جو امتہ محمدیہ میں مبعوث ہونے والے نبی کے لئے ضروری ہیں۔ اس لئے پرانے نبی ہونے کی وجہ سے نہیں آسکتے۔ اور کوئی نیا نبی بھی نہیں آسکتا جس کے معنی یہ ہیں کہ صاحب شریعت یا بغیر واسطہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ مگر ایسے نبی کی بعثت میں کچھ محذور نہیں جو تمام کمال آپ کا ہی ساختہ پرداختہ اور آپ کی ظلیت کاملہ کی چادر اوڑھے ہوئے ہو۔ پس یہاں بھی کوئی اختلاف نہیں۔

اس تمام مضمون کے مطالعہ سے ہر بے تعصب انسان پر واضح ہو جائیگا۔ کہ حضرت مسیح موعود کے دشمن ایمانداری سے آپ پر اعتراض نہیں کر سکتے جب تک کہ "یا بے ایمانی تیرا آسرا" کہہ کر میدان مباحثہ و مناظرہ میں نہ آئیں۔ ان تمام اعتراضات میں نا سمجھی و دشمنی بناء کا عنصر غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود کے دشمنوں کو سمجھ و بصیرت عنایت فرمائے کہ یہ لوگ اعتراض کرنے میں تقویٰ سے کام لیں۔ تاکہ یہ خدا کے اس نبی کو پہچان سکیں جسے خدا نے ہمیں میں سے ہمارے ہی لئے اور ہمارے ہی زمانہ میں مبعوث فرمایا۔

معترض نے دافع البلاء کے ان الفاظ پر "کہ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا" نوٹ لکھا ہے کہ "سہو کاتب معلوم ہوتا ہے مجھے کہ یہ لفظ جھوٹا چاہیئے تھا تاکہ قرآن معاذ اللہ جھوٹا نہ ٹھہرے" اس کے جواب میں پرنشیپل نامہ نگار اہلحدیث کو اطلاع دیتے ہیں۔ کہ نہ تو یہاں سہو کاتب ہے بلکہ درحقیقت "وہ سچا خدا" ہی ہے نہ کہ جھوٹا۔ دوسرے قرآن شریف بھی جھوٹا نہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین کے یہ معنی نہیں جو تمہارے بودیانہ دماغ میں سمائے ہوئے ہیں۔ باقی رہا اس خدا کو جھوٹا کہنا جس نے قادیان میں اپنا نبی برپا فرمایا۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ بلکہ قدیم سے منکرین حق اور مکذبین انبیاء نے اس سچے اور واحد الٰہ خدا کو جس نے آدم سے محمد رسول اللہ تک نبیوں کو مبعوث فرمایا۔ جھوٹا ہی سمجھا ہے۔ لیکن منکرین انبیاء خدا اپنے اس قول میں جھوٹے تھے۔ اسی طرح اس زمانہ میں بھی اس خدا نے جس نے کہ پہلے نبیوں کو مبعوث فرمایا تھا ہم میں ایک نبی بھیجا۔ مگر اس کے مقابلہ میں حق کے دشمنوں نے وہی چال چلی۔ اور وہی کہا جو اُن کے بزرگ کہا کرتے تھے پس اگر آدمؑ۔ نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ اور بالآخر ہمارے آنحضرت صلعم کو بھیجنے والا خدا (العیاذ باللہ) جھوٹا خدا تھا تو کوئی حرج نہیں اگر اس خدا کو جو کہ درحقیقت وہی سچا خدا ہے کفار جھوٹا کہیں جس نے قادیان میں اپنے رسول کو مبعوث فرمایا۔ ہم اس خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس کے سوا جس قدر خدا ہیں ان تمام کو جھوٹا جانتے ہیں۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی حمد انہیں۔ اللہ الملک الحق لا الٰہ الا ھو رب العرش الکریم۔

## حضرت خلیفۃ المسیح کا لیکچر
## لاہور بریڈلا ہال میں

حضور کے افسر ڈاک جناب نیر کے قلم سے

بتاریخ ۲۳ فروری بوقت ۴ بجے سہ پہر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی تقریر زیر عنوان "اسلام اور تعلقات بین الاقوام" بریڈلا ہال لاہور میں ہوئی۔ حاضرین کی تعداد تین ہزار کے درمیان تھی اور ہر مذہب و طبقہ کے افراد موجود تھے۔ تقریر ٹھیک وقت پر شروع ہوئی اور پونے تین گھنٹہ تک نہایت مؤثر پیرایہ میں حضرت نے اپنے مضمون کو بیان فرمایا۔ سامعین نے نہایت امن و سکون سے سنا۔ اور پھر سے دل کی خوشی و سرور کا اظہار کر رہے تھے حضرت نے مختلف اقوام کے تعلقات و صلح کے اصول قرآن پاک کی آیات و احادیث نبویہ سے بیان فرمائے اور تجویزیں کی کہ (۱) مذہبی طور پر یہ ہو کہ ہر سال مختلف مذاہب کے نمائندے ایک کانفرنس میں جمع ہو کر اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان فرمائیں۔ (۲) دنیوی طور پر یہ کہ ایک کونسل تمام مذاہب کے نمائندوں کی ہو ہر طرح سے دنیا کی ہوں جہاں کہیں باہم نفاق و شقاق یا شورش ہو وہاں یہ لوگ خود تحقیقات کر کے سرکاری حکام کا ہاتھ بٹائیں نیز سرکار و رعایا اور باہم ایک دوسرے کو سمجھانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم


# اخبار فاروق

۱۹۱۹ء

قادیان دارالامان - مورخہ ۶ مارچ ۱۹۱۹ء


## چند سطریں
## اہل سنت و جماعت کے ایڈیٹر کیلئے

اہل سنت و جماعت امرتسر سے ایک اخبار نکالتا ہے۔ اس کے ایڈیٹر سے ناظرین فاروق کو انٹروڈیوس کرانے کی ضرورت نہیں۔ صرف ایک پرچہ دیکھ لینے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ صاحب کس علم و اخلاق۔ کس وضع شائستگی اور کس قماش کے بزرگ ہیں۔ جیسا کہ آجکل قاعدہ ہے۔ آپنے کچھ صفحے سلسلہ احمدیہ کی مخالفت کے لئے بھی رکھے ہوئے ہیں۔ اور اخبار کو چمکانے کے لئے ایسا کرنا ضروری تھا۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کی جوتیوں کی طفیل اپنا پیٹ بھر رہے ہیں۔ ضرورت نہ بھی کہ اس کی طرف توجہ کی جائے۔ مگر بعض اوقات ایک دو دانیٹوں سے تو اصلاح کرنی ہی پڑتی ہے۔ تاکہ رستہ صاف ہو جائے۔ آپنے ۱۵ فروری کے پرچہ میں لکھی ہیں۔

(۱) "علماء دیوبند و سہارنپور۔ محمود اور محمودیوں کی تردید و استیصال و قلع قمع کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو گئے۔ اشتہاروں پر اشتہارات شائع کر رہے ہیں۔ اور مرزائیوں کو چیلنج مباحثہ و مباہلہ کا دے رہے ہیں۔ اور شیران اسلام کی طرح میدان مبارزہ کا علم بلند کر رہے ہیں۔ اور مرزائی چوہوں کی طرح بلوں میں گھس رہے ہیں۔ نہ ان میں طاقت مباحثہ کی ہے نہ ان میں ہمت مباہلہ کی۔

(۲) مولوی عبدالحق صاحب مرحوم صوفی غزنوی کے مقابلہ میں مرزا صاحب کو شکست فاش ہوئی۔

(۳) منشی محمد دین صاحب کلرک گورداسپور کے چیلنج مباہلہ میں محمودی تو منہ کی کھا چکے ہیں۔"

سب سے پہلا جھوٹ تو ایڈیٹر اہل سنت کا یہ ہے۔ کہ علماء دیوبند نے مباہلہ کا چیلنج دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ سب سے پہلے چیلنج مباہلہ کا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے دیا۔ دیکھو انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۶ء جس میں آپ نے ۵۸ مولویوں اور ۴۹ سجادہ نشینوں کو نام بنام للکارا۔ جن میں علماء دیوبند کے نام بھی ہیں جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:۔

میں اس ذات قادر غیور کی آپ کو قسم دیتا ہوں۔ جس کی قسم کو کوئی ایماندار رد نہیں کر سکتا۔ کہ اب دوسری بناء کے تصفیہ کے لئے مجھ سے مباہلہ کر لو۔

اسی پر بس نہیں۔ بلکہ فرمایا:۔

میں پھر ان سب کو اللہ جل شانہ کی قسم دیتا ہوں کہ مباہلہ کے لئے تاریخ اور مقام مقرر کر کے جلد میدان مباہلہ میں آویں۔ اور اگر نہ آویں۔ اور نہ تکفیر و تکذیب سے باز آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مرینگے۔ (صد ۱۹)

اب بتاؤ اس سے بڑھ کر غیرت دلانے والے الفاظ کیا ہو سکتے تھے۔ مگر کوئی مقابلہ پر حسب شرائط نہ آیا۔ اگر دیوبندیوں اور سہارنپوریوں سے کوئی مقابلہ پر آیا تھا تو اہل سنت کا ایڈیٹر ہی اس کا پتہ بتائے اور از روئے تحریرات مشتہرہ دو واقعات مثبتہ ثابت کرے۔ کہ کسی کو حوصلہ ہوا اس چیلنج کے قبول کرنیکا باوجود اس کے پھر یہ کہنا۔ کہ دیوبندی ہمیشہ تیار رہے کس قدر بے شرمی ہے۔

پھر اس کے بعد آپ کے خلیفہ برحق حضرت محمودؓ نے اول اول انہیں چیلنج دیا۔ اور حسن نظامی کے مقابل میں لکھتے ہوئے مندرجہ ذیل سطور ۱۹ جنوری ۱۹۱۸ء کو شائع فرمائیں:۔

اگر علماء دیوبند و علماء فرنگی محل مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ تو میں (امام جماعت احمدیہ) بغیر ان دونوں شرطوں کے صرف ان کی تحریر پر ان سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔

کیا ایڈیٹر اہل سنت بتا سکتا ہے کہ اس تحریر کے شائع ہونیکے بعد آٹھ نو ماہ تک کوئی دیوبندی عالم میں نکلا؟ جب ان کی خاموشی پر عرصہ گزر گیا تو پھر ۱۰ ستمبر ۱۹۱۸ء کے الفضل میں میں نے ان کو پھر غیرت دلائی اور "کیا علماء دیوبند ہم سے مباہلہ کرینگے" کے عنوان سے مضمون شائع کیا۔ پھر بھی علماء دیوبند چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند کے مصداق رہے۔ پھر یہ مضمون جب دوبارہ چھاپ کے ان کو ہمارے دوستوں نے پہنچایا۔ تو پھر ایک اشتہار دیا۔ جس میں ایسی روش اختیار کی کہ صاف معلوم ہوتا ہے مباہلہ کے نام سے ان کی جان جاتی ہے۔ اس صورت معاملات کے باوجود یہ کہنا۔ کہ دیوبندی چیلنج پر چیلنج دے رہے ہیں۔ اور مرزائی چوہوں کی طرح بلوں میں گھس رہے ہیں۔ صد درجہ کی بے انصافی اور حق پوشی و تاحق کوشی ہے۔ ان کو برابر جواب دیا جا رہا ہے۔ اور مباہلہ کی طرف لایا جا رہا ہے۔ مگر وہ آنوں بہانوں سے ٹال رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ واقعات دکھائینگے کہ کون قوت ایمانیہ رکھتا ہے۔ حکیم صاحب! آپ دیوبندی کھونٹے پر کودتے ہیں۔ اگر کچھ ہمت ہے۔ ایمانی جرأت ہے۔ اپنے حق پر ہونے کا یقین ہے۔ تو خود میدان میں نکلو۔ اگر ساتھ کوئی جماعت ہے۔ جو آپ کو اپنا مطاع سمجھتی ہو۔ تو اس کو لیکر میدان میں آؤ۔ اور خود مباہلہ کرو۔ اگر وحید وطریدہ ہو۔ تو پھر حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے مطابق ایک دعا اپنے اخبار میں شائع کر دو۔ جس میں خدا کی قسم کھا کر یہ لکھا ہو کہ میں نے حقیقۃ الوحی لفظ بلفظ اول سے آخر تک پڑھ لی ہے۔ بایں ہمہ میں مرزا غلام احمد مدعی رسالت و مسیح موعودؑ کو متقری کذاب سمجھتا اور یقین کرتا ہوں۔ اور اس کے متبعین کفار و گمراہ۔ اگر میں (عبدالحق ایڈیٹر اہل السنت) جھوٹا ہوں تو مجھ (عبدالحق ابوتراب) پر خدا کا عذاب وارد ہو۔ پھر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھو ایک سال کے اندر کیا ہوتا ہے۔ کیوں؟ ہے ہمت؟ ہے جرأت تو تمہیں قسم ہے خدائے مدزمین و آسمان کی کہ یہ دعا شائع کر دو۔ ورنہ خاموش رہو۔ اور پھر کبھی زبان نہ کھولو۔ اگر چاہو۔ تو تمہاری حیثیت کا آدمی بھی تمہارے مقابل پر کھڑا ہو سکتا ہے۔ دیکھو۔ دنیا والے گواہ رہیں کہ ہم پر حجت تمام کر دی گئی۔ آج سے بعد کوئی حق نہ ہوگا۔ کہ امر مباہلہ کی نسبت کبھی کچھ لکھو۔ چیلنج دیا جا چکا۔ دوسری بات آپ نے محمد دین کلرک گورداسپور کی لکھی ہے۔ اس کا ذکر کرتے بھی تمہیں شرم آنی چاہیئے تھی۔ ہم نے محمد دین کی تحریر مسافر آگرہ میں پڑھی تھی۔ اور ۱۲ ستمبر ۱۹۱۸ء کو اس کا جواب فاروق میں چھاپ دیا تھا۔ کہ چودھری بدرالدین احمدی قادیان کا کلرک۔ اس گورداسپوری کلرک سے مباہلہ کرنے کو تیار ہے۔ اس وقت تو معاملہ میں گو تامل سا ہو گیا۔ اور اب پانچ ماہ بعد باسی کڑھی پر پھر ابال آیا۔ اگر اس وقت اس نے اور آپ نے نہیں سنا۔ تو اب سن لو کہ محمد دین صاحب سے چودھری بدرالدین کلرک مباہلہ کرنے کیلئے تیار ہے۔ مگر اس طریق پر جو شریعت نبوی سے ثابت ہے۔ محمد دین نے لکھا تھا کہ مباہلہ یوں ہوگا کہ میرے ساتھ احمدی اپنا ہاتھ باندھ کر آگ میں ڈالا جائے۔ پھو دیکھیں کس کا ہاتھ جلتا ہے۔

حکیم صاحب! اہل السنت کہلاتے ہو؟ اور تمہارے اخبار کے سرورق پر لکھا ہے۔ علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین المہدیین بتاؤ یہ کہاں کی سنت نبوی اور سنت خلفاء راشدین ہے۔ کہ مباہلہ یوں کیا جائے۔ کہ ہاتھ باندھ کر آگ میں ڈالے جائیں۔ یہ صورت مباہلہ اخبار میں چھاپتے وقت آپ کو اہل السنت نام کے لحاظ سے شرم کرنی چاہیئے تھی۔ کیا یہی ہے۔ آپ لوگوں کی مسلمانی؟ اور یہی ہے وہ اسلام جس پر اتنا ناز ہے۔ اور ایسی اسلام کو لے کر ہمارے مقابل آتے ہو۔ اور وہابیہ موہوم جاہلیت کو تازہ کرتے ہو؟ کب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ اور آپ کے خلفاء راشدین اور جماعت مومنین نے اس طرح پر مباہلہ کیا؟ کہ مدمقابل کے ساتھ ہاتھ باندھ کر آگ میں ڈالے۔ یہ تماشا تو ہر روز کئی مداری دکھاتے ہیں۔ جاؤ ان کے ساتھ ڈگڈگی بجایا کرو۔ اور ان کو اپنا امام و مقتدا تسلیم کر لو کہ وہ ہاتھ پر آگ رکھ لیتے ہیں اور ان کا ہاتھ نہیں جلتا۔ عجیب اسلام ہے آپ لوگوں کا اور عجیب تصوف۔ آپ کا ایک رفیق مباہلہ کا یہ طریق بتاتا ہے۔ کہ مدمقابل کے ساتھ ہاتھ باندھ کر آگ میں ڈالا جائیگا۔ اور ادھر حسن نظامی اپنے ایک رفیق سے لکھوا تا ہے۔ کہ ناک سے ناک ملا کر مناره سے کود پڑیں۔ خیر اس نے تو اس سنت کو تازہ کرنا چاہا۔ جو مسیح ابن مریم کے حریف نے اس کے ساتھ پہاڑ پر برتنی چاہی تھی۔ مگر آپ اور آپکے ہم نوا کس سنت پر عمل فرما ہیں؟

حکیم صاحب! بہتر ہے، کہ آپ اپنے شہر والوں (الفقیہ واہلحدیث سے) ہاتھا پائی کر کے اپنی خارش مٹایا کریں۔

سنبھل کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

## ملازمان ڈاکخانجات پنجاب کا میموریل بحضور وایسرائے ہند

کلرکان وسب پوسٹماسٹر ڈاکخانجات نے ایک میموریل حضور وایسرائے ہند کی خدمت میں بتوسط پوسٹماسٹر جنرل پنجاب و ڈائرکٹر جنرل انڈیا بھیجا ہے جس میں انہوں نے اپنی کثرت کار اور باینہمہ قلت مشاہرہ پر توجہ کرنے کی درخواست کی ہے۔ جو کچھ مانگا گیا ہے وہ یہ ہے۔

(۱) ایک کلرک کی سٹارٹنگ پے پچاس روپے ہونی چاہیئے۔

(۲) ترقی کی رفتار ایسی مقرر ہونی چاہیئے کہ یہ تنخواہ بیس برس کے عرصہ میں ایک سو تیس روپیہ تک پہنچ جائے۔

(۳) ہوس رینٹ ضرور ملنا چاہیئے۔

(۴) اوور ٹائم ہمیں بھی دیا جائے۔ جیسے تار کے ملازمین کو ملتا ہے۔

(۵) چھ گھنٹہ روزانہ سے زیادہ کام نہ لیا جائے اور ڈیوٹی کے گھنٹے مسلسل ہونے چاہئیں۔

(۶) تمام گزنڈڈ اور لوکل ہولیڈیز سے فائدہ اٹھانیکا موقعہ دیا جائے۔ تاکہ اپنی مذہبی۔ قومی۔ اور ملکی رسوم کو ادا اور خوشیوں کو انجوائے کر سکیں۔ جو شدید محنت کی وجہ سے بہت ضروری ہیں۔

(۷) پوسٹماسٹر جنرل پنجاب کا آرڈر جو گریجوائیٹس اور انڈر گریجوائیٹس کے بارے میں ہے اسے واپس لیا جائے۔ کیونکہ اس میں کام جاننے والوں کی حق تلفی ہے۔

(۸) توسیع میعاد ملازمت اور پنشنروں کو پھر ملازمت میں لگا لینے کی پالیسی ترک کر دینی چاہیئے۔ کیونکہ اس میں بہتوں کی حق تلفی ہے۔

(۹) پوسٹ مینوں کو کلرکل لائن میں نہیں لینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ناتعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے اس کے موزوں نہیں۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ ان مطالبات کا بہت سا حصہ بجا ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہز ایکسیلنسی کی فیاض گورنمنٹ میموریل بھیجنے والوں کے حال زار پر فوری توجہ کریگی۔

## صیغہ تالیف واشاعت احمدیہ کی فتح

یہ مسرت افزا خبر سن کر ہمیں خوشی ہوئی کہ صیغہ عالیہ تالیف واشاعت نے ہمارے معزز ہمعصر ایڈیٹر صاحب نور کی حوصلہ افزائی میں فراخ حوصلگی سے کام لیکر اخبار نور کے کچھ پرچہ بغرض اشاعت سلسلہ و تبلیغ احمدیت ایک سال کیلئے خرید فرمائے ہیں اس خاص عنایت افزائی پر ہم اپنے معزز دوست ایڈیٹر صاحب نور کو مبارکباد دیتے ہیں اور افسران صیغہ تالیف و اشاعت احمدیہ کا اس موزون انتخاب پر شکریہ ادا کرتے ہیں اس سے قبل ابوالاخبار اکرم کے ایڈیٹر مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب کی امداد میں صدر انجمن احمدیہ نے سات سو روپیہ کی کتابیں خرید کر شیخ صاحب کو مشکوری کا موقعہ بخشا تھا۔ اور اب یہ دوسری نظیر پہلی سے بڑھ کر خوش آیند ہے۔ اللھم زد فزد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# اہلحدیث کے کوہاٹی پرچہ دلنشین کے وساوس کا ازالہ۔

(از منشی مہر محمد خان صاحب احمدی۔ مالیر کوٹلوی)

نیز اول فہم خود را کن درست
نکتہ چیں را چشم سے باید نخست

قرآن کریم میں جہاں محکمات و متشابہات کا ذکر ہے وہیں پر یہ بھی ارشاد ہے۔ فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ یعنی وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے۔ وہ متشابہات کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ اور غرض فتنہ میں پڑنا ہوتا ہے اور (بظاہر) حقیقت تلاش کرنا۔ اور یہی حال ہمارے سید و آقا کے ناکام دشمنوں کا ہے کہ جب معقول طریق پر آپ کے سلسلہ کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے تو متشابہات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور اس میں بھی تحریف کے کرشمہ دکھانے میں فخر کرتے ہیں۔

اگر ان لوگوں کو حق جوئی مدنظر ہو تو ہو نہیں سکتا۔ کہ انہی مقامات پر نظر کریں جو اُن کے خیال میں قابلِ اعتراض ہیں بلکہ ان مقامات کو بھی مدنظر رکھیں جو ان وساوس کے مزیل ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے مخالفوں۔ نہیں نہیں حق کے مخالفوں نے وہی طریق اختیار کیا ہے۔ جو حق سے روگردانی کرنے والوں کا ہمیشہ شیوہ رہا ہے۔ یہ لوگ جس بات کو اپنی طبیعت کے خلاف پاتے ہیں۔ خواہ وہ کتنی ہی حق و حکمت سے پر کیوں نہ ہو اس سے روگردانی کرنے کے لئے اپنی ٹیڑھی اور پیچ دار طبیعت کے حسب انتقضا اس میں سے ایسی باتیں تلاش کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ کہ جن سے وہ بظاہر اس بات کے نہ ماننے پر مجبور تصور کئے جائیں۔

اہلحدیث نام اخبار جس کے ایڈیٹر مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل ہیں اس گروہ کا آرگن ہے اور تسلیم کر لینا چاہیئے کہ وہ اپنے فرض منصبی کو ہمیشہ پورا کرتا رہتا ہے۔ منکرین انبیاء کا استہزاء اور یہودیانہ تحریف کا امتیازی طرہ اس گروہ کو ورثہ میں ملا ہے۔ ان کی ہر سطر۔ ان کا ہر لفظ اسی رنگ میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس گروہ کے ایک رکن رکین ہیں جو کہ اپنی آپ کو ہمیشہ "یکے از کوہاٹ" کے پردہ میں چھپا کر کاغذی میدان میں اپنی بازیگری کے شعبدے دکھلایا کرتے ہیں۔ انہوں نے ۱۲ دسمبر کے اہلحدیث میں بعنوان "مرزا صاحب قادیانی کے اقوال متخالفہ" مضمون لکھکر اپنے وہابیانہ چھونے دماغ کی کم فہمی کے چند نمونے پیش کئے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ان کے پیش کردہ اختلافات کو نمبروار مع جواب ذیل میں درج کرتے ہیں

## پہلا اختلاف

| اقوال مرزا صاحبؑ | اقوال مرزا صاحبؑ |
|---|---|
| یہ مثال صحیح نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ایسی مثال دینے والا ایک سادہ لوح آدمی ٹھہرتا ہے۔ جس کو یہ بھی خبر نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مشابہت ضروری ہے (ست بچن صہ) | تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ بسا اوقات ایک ادنےٰ مماثلت کی وجہ سے (ازالہ اوہام صہ۳) |

اس جگہ معترض نے اپنی ناسمجھی اور وہابیت اور یہودیت کا پورا پورا ثبوت دیا ہے۔ اول تو اس نے دو دو عبارتوں کو قطع و برید کے بعد درج کیا۔ دوسرے اپنے مکر و دماغ پر ذرا بھی زور نہ ڈالا کہ اصل نکتہ کو پالے۔ ست بچن کی محولہ عبارت جس مسلسل عبارت کا ٹکڑا ہے اس میں مسیحؑ کے صلیب پر سے نہ مرنہ اترنے اور قبر میں زندہ رہنے کا ذکر ہے۔ کہ مسیحؑ جب صلیب پر سے اترے اگرچہ ان کو زخم آئے تھے۔ مگر وہ شدید زخم نہ تھے۔ اور وہ صلیب پر سے اترنے کے بعد قبر میں بحالت بیہوشی رہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ جب مسیحؑ اس قبر سے نکل کر اپنے عام شاگردوں کے سامنے آئے۔ جو اصل حقیقت سے باخبر نہیں تھے تو وہ حیران ہو گئے۔ اس پر مسیحؑ نے اپنے ہاتھ پاؤں اور زخموں کے نشانات دکھائے کہ میں مسیح ہی ہوں۔ مسیح کی روح نہیں ہوں۔ اس پر حال کے بیانیوں کہ فرماتے ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیحؑ بحیثیت ایک مردہ کے قبر میں رہے اور بعد تین دن گزرنے کے زندہ ہو کر شاگردوں کے پاس آئے۔ چنانچہ حضورؑ کے الفاظ یہ ہیں :-

حال کے عیسائیوں کی یہ سادہ لوحی ہے کہ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح مر کر نئے سرے سے زندہ ہوا۔ کیونکہ اگر ایسا ہونا تو وہ خدا جو محض قدرت سے اس کو زندہ کرتا۔ اس کے زخموں کو بھی اچھا کر دیتا۔ بالخصوص جبکہ کہا جاتا ہے۔ کہ دوسرا جسم جلالی ہے جو آسمان پر اٹھایا گیا۔ اور خدا کی داہنی طرف جا بیٹھا۔ تو کیا قبول کر سکتے ہیں کہ جلالی جسم پر بھی یہ زخموں کا کلنک باقی رہا۔ اور مسیحؑ نے خود اپنے اس قصہ کی مثال یونسؑ کے قصہ سے دی۔ اور ظاہر ہے کہ یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں مرا نہیں تھا۔ پس اگر مسیحؑ مر گیا تھا۔ تو یہ مثال صحیح نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ایسی مثال دینے والا ایک سادہ لوح آدمی ٹھہرتا ہے۔ جس کو یہ بھی خبر نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مشابہت تامہ ضروری ہے۔

جس قدر عبارت پر خط کھینچا گیا ہے۔ اتنی عبارت کو کوہاٹی ٹبع پوش نے پیش کیا ہے اس تمام عبارت سے واضح ہے۔ کہ مسیحؑ نے جو یہ کہا تھا کہ یونسؑ والا نشان دکھایا جائیگا۔ جو یہ ہے کہ یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے تھے۔ اسی طرح مسیحؑ بھی قبر کے پیٹ میں زندہ رہینگے۔ کیونکہ یونسؑ کا مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنا معجزہ ہے نہ کہ صرف مچھلی کے پیٹ میں رہنا۔ اسی طرح مسیحؑ کا قبر میں رہنا معجزہ نہیں۔ کیونکہ قبر میں لوگ رہا ہی کرتے ہیں۔ بلکہ قبر میں زندہ رہنا معجزہ ہے۔ تو یہاں جو مشابہت تامہ کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وجہ شبہ میں طرفین اتحاد تام رکھتے ہوں۔ پس یونسؑ کے مچھلی کے پیٹ میں رہنے اور مسیحؑ کے قبر کے پیٹ میں رہنے میں وجہ شبہ زندگی ہے۔ اس لئے حضورؑ نے فرمایا کہ یہاں مشابہت تامہ ضروری ہے لیکن ازالہ اوہام کی عبارت جس کو معترض نے سیاق و سباق سے الگ کر کے نقل کیا ہے۔ وہاں پر جو حضرت مسیح موعودؑ نے ادنےٰ مشابہت کو تشبیہ کے تمام صفات متحد ہونے ضروری نہیں۔ بلکہ ایک امر

ع لئے کافی فرمایا ہے وہاں مراد یہ ہے کہ طرفین تشبیہ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کے صفات میں سے بھی وجہ شبہ قرار پاسکتا ہے۔ جیسے اسد اور انسان میں صرف ایک وجہ شبہ ہے۔ جو کہ جسارت ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں جہاں قادیان کو دمشق سے مشابہت دی ہے وہاں محض اس کے یزیدی الطبع لوگوں کی وجہ سے ہے۔ اور یہی مثال جو ہم نے اسد اور انسان کی دی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ارقام فرمائی (دیکھو ازالہ اوہام ایڈیشن سوم حاشیہ صفحہ ۲)

اس تمام تقریر سے واضح ہوگیا۔ کہ وہ دو مقامات پر جو جو الفاظ تحریر فرمائے ہیں وہ واقعیت اور اصلیت پر مبنی ہیں۔ اور دانائی اور تقویٰ کے ساتھ کبھی بھی قابلِ اعتراض نہیں ٹھیرتے۔

## دُوسرا اختلاف

| قول حضرت مرزا صاحبؑ | قول حضرت مرزا صاحبؑ |
|---|---|
| مسیحؑ کا یہ کہنا سچ ہے کہ میں نیک نہیں ہوں۔ ازالہ صفحہ ۔ بالخصوص ایسا آدمی جو انجیل میں خود اقرار کرتا ہے۔ جو میں نیک نہیں وہ کیونکہ اپنے اقتدا سے دوسروں کو نیک بنا سکتا ہے۔ (دست بچن صفحہ ۱۳) | یونہی کہا ہے نانک بندے پاک خدا اور سب گندے کہو نانک ہم نیچ کرما سرن پڑے رگھو سرما تو یہ سخت جہالت اور تعصب ہے کیونکہ یہ مقولہ ان کا مقام انکسار میں اللہ جل شانہ کے سامنے ہے۔ ایسا ہی یہ مقولہ ان کا بجز خدا کے تمام مخلوق گندی ہے مقام انکسار میں ہوگا۔ (دست بچن صفحہ ۸) |

ان حوالوں میں بھی نامہ نگار کوہانی نے یہودیت کے جوہر دکھائے ہیں۔ ازالہ صفحہ پنجم کی عبارت کو سیاق و سباق سے علیحدہ کرکے ایسی صورت میں پیش کیا ہے جس سے وہ شخص جس کے پیشِ نظر اصل کتاب نہ ہو دھوکہ میں پڑ سکتا ہے۔ اور خصوصاً ایسی حالت میں جس کے معارضہ میں (دست بچن صفحہ ۸) کی عبارت محولہ ہو۔ لیکن جب اصل کتاب سامنے رکھ دی جائے۔ تو اس برقع پوش نامہ نگار کا دجلِ طشت از بام ہو جاتا ہے۔

ازالہ اوہام کے محولہ فقرہ کی حقیقت سمجھانے کے لئے اس کے سیاق و سباق کو ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جو یہ ہے :-

بعضے صاحبوں نے نکتہ چینی کے طور پر اس عاجز کی عیب شماری کی ہے۔ اور اگرچہ انسان عیب سے خالی نہیں۔ اور حضرت مسیحؑ کا یہ کہنا سچ ہے کہ میں نیک نہیں ہوں۔ نیک ایک ہی ہے یعنے خدا۔ لیکن چونکہ نکتہ چینیاں دینی کارروائیوں پر اثر ڈالتی ہیں۔ اور حق کے طالبوں کو رجوع لانے سے روکتی ہیں۔ اس لئے بربنا مقتضائے بعض نکتہ چینیوں کا جواب دیا جاتا ہے۔

اس تمام عبارت سے یہ واضح ہوگیا۔ کہ حضرت مسیحؑ کے قول نقل کرنے سے مسیحؑ کو ملزم یا غیر نیکوکار ثابت کرنا مدنظر نہیں۔ بلکہ یہ ثابت کرنا مدنظر ہے کہ کسی انسان کو بھی جب تک کہ وہ انسان کہلاتا ہو۔ اور پھر خواہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔ یہ کبھی دعویٰ نہیں ہوگا کہ میں پاک ہوں جب وہ اپنی عبودیت کا اظہار کر گیا۔ تب ہی اپنے کو منکسرانہ حالت میں خدا کے حضور پیش کریگا۔ اور دوسرا حوالہ جو دست بچن صفحہ ۱۲ کا ہے وہاں عیسائیوں کے مقابلہ میں مسیحؑ کو حسب عقیدہ عیسائیاں خدا اور الٰہ تسلیم کرکے بحث کی جارہی ہے نہ کہ انسان۔ خدا ہر قسم کے نقص موت فوت وغیرہ وغیرہ سے پاک ہے پس عیسائی چونکہ مسیحؑ کو خدا مانتے ہیں۔ اس لئے ان کے عقیدہ کو تسلیم کرکے اس کے نقائص ثابت کئے گئے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں :-

ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ عیسائیوں کا یہ کیسا خدا ہے جس کو دوسروں کے چھوڑانے کے لئے بجز اپنے تئیں ہلاک کرنے کے اور کوئی تدبیر نہیں سوجھتی۔ اگر درحقیقت زمین و آسمان کا مدبر اور مالک اور خالق یہی بیچارہ ہے تو پھر خدائی کا انتظام سخت خطرہ میں ہے۔ بیشک یہ خواہش تو نہایت عمدہ ہے جو انسان گناہ سے پاک ہو۔ مگر کیا گناہ سے پاک ہونے کا یہی طریق ہے۔ کہ ہم کسی غیر آدمی کی خودکشی پر بھروسہ رکھ کر اپنے ذہن میں آپ ہی یہ فرض کرلیں کہ ہم گناہ سے پاک ہوگئے۔ بالخصوص ایسا آدمی جو انجیل میں خود اقرار کرتا ہے جو میں نیک نہیں وہ کیونکر دوسروں کو اپنے اقتدا سے نیک بنا سکتا ہے۔ اصل حقیقت نجات کی خدا شناسی اور خدا پرستی ہے پس کیا ایسے لوگ جو اس غلط فہمی کے دوزخ میں پڑے ہوئے ہیں جو مریمؑ کا صاحبزادہ بھی خدا ہے۔ وہ کیسے حقیقی نجات کی امید کرسکتے ہیں۔ (دست بچن صفحہ ۱۲)

اس عبارت سے واضح ہے کہ یہاں مسیحؑ کی اس حیثیت سے بحث کی جارہی ہے جو عیسائیوں کے ہاں مسلم ہے۔ نہ کہ اس حیثیت سے جو مسلمانوں میں مسلم ہے۔ مسلمان حضرت مسیحؑ کو خدا کا نبی یقین کرتے ہیں۔ مگر عیسائی ان کو خدا مانتے ہیں پس جب مسیحؑ کی الوہیت پر بحث ہوگی تو ان کی تمام وہ باتیں پیش کی جائینگی جو الوہیت کے منافی ہیں۔ منجملہ ان تمام کے ایک یہ بھی ہے کہ خدا پاک ہے۔ مگر مسیحؑ جس کو عیسائی صاحبان خدا کہتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو پاک نہیں ٹھہراتا۔ لہذا ثابت ہوا کہ مسیحؑ خدا نہیں۔ کوہانی برقع پوش نے ایک فقرہ تو نقل کردیا۔ مگر اس کے متعلقات کو ترک کردیا جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے۔ کہ یہ فقرہ کس مقام اور کس محل میں اور کس مقصد کے لئے استعمال ہوا ہے اگر یہاں پر مسیحؑ کو خدا کا نبی مان کر بحث کی جاتی اور پھر آپ کو ناپاک ٹھہرایا جاتا تب الزام آسکتا تھا اور پھر دونوں باتیں آپس میں مخالف بھی ہو سکتے تھے۔ لیکن یہاں ایک مقام پر ایک شخص (حضرت بابا نانک) کو انسان سمجھ کر بحث کی جارہی ہے۔ اس لئے ان کے ایسے فقرات جن میں یہ مرقوم ہے کہ ہم گنہگار ہیں۔ یا اور اسی قسم کے۔ تو اس کے معنے یہ ہونگے کہ وہ یہ رنگ کسرِ نفسی کرتے ہیں۔ کیونکہ ہر پاک انسان کسرِ نفسی کیا کرتا ہے۔ لیکن دوسرے شخص (حضرت مسیحؑ) کو انسان نہیں سمجھا جاتا بلکہ خدا مانا جاتا ہے۔ اس لئے وہ شخص جس کو خدا کہا جاتا ہے۔ اگر یہ کہے کہ میں نیک نہیں۔ تو اس کا یہ قول خدائی کے منافی ہوگا۔ کیونکہ خدا کا یہ کلام نہیں ہو سکتا۔ وجہ یہ کہ اس قول کا ماخذ عجز ہے اور خدا عاجز نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتا۔ آگے چلنے کے قبل ناظرین کو ایک نمونہ کوہاٹی کی یہودیت کا دکھانا ضروری ہے۔ جو یہ ہے کہ ست بچن کے صفحہ ۸۷ کی عبارت اس لئے ایسے انداز میں نقل کی ہے جو یہ معلوم ہو کہ مسلسل عبارت ایک ہی صفحہ کی ہے۔ مگر ایسا نہیں۔ بلکہ اصل کتاب میں یہ عبارت تین مختلف مقامات پر درج ہے۔ پہلا شعر ست بچن صفحہ ۸۵ اور دوسرا صفحہ ۸۶ سطر ۱۱۔ اور ان شعروں کے آگے جو نثر درج ہے وہ صفحہ ۸۶ سطر ۱۶ سے شروع ہوتی ہے۔ کیا یہ یہودیت نہیں۔

## تیسرا اختلاف

چلئے تیسرے نمبر پر یہ دو قول بزعم خود پیش کئے گئے ہیں۔ جو آپس میں متخالف و متبائن ہیں کہ:۔

| | |
|---|---|
| اول تو یہ جاننا چاہیئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو ہمارے ایمانیات کی کوئی خبر دیا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ (ازالہ صفحہ ۶) | سو تم نہ اہل سنت ہو۔ نہ اہل قرآن۔ جب تک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۶) |

اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ اول تو یہی سمجھ میں نہیں آیا کہ ان دونوں باتوں میں تباین اور تخالف کیا ہے کیونکہ یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔ ... ... ... ... ... ... ... پھر اس کے علاوہ پہلے قول کا یہ مفہوم ہے۔ کہ یہ لوگ زور دیتے ہیں۔ کہ مسیح کا آسمان سے بجسدہ العنصری نزول ہوگا۔ یہ اسلام کے عقاید میں داخل نہیں۔ دوسرے یہ کہ پیشگوئیوں میں ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ جب تک ان کا ظہور نہ ہو اس وقت تک کسی تفصیل کے ساتھ ان پر ایمان نہیں ہوتا بلکہ اجمالی ایمان ہوتا ہے۔ کہ یہ ایک پیشگوئی ہے جو کسی وقت پوری ہوگی۔ لیکن یہ کہ کس طرح پوری ہوگی۔ یہ بات ایمانیات میں داخل نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کا علم اللہ تعالےٰ کو ہی ہوتا ہے۔ بندوں کا علم پیشگوئیوں کے متعلق جب تک کہ وہ ظاہر نہ ہوں۔ محض اجمالی ہوتا ہے پس یہی بات ہے جو حضرت نے فرمائی ہے۔ کہ نزول مسیح کی پیشگوئی کے ظاہری الفاظ پر نہ رہنا اور اس مطلب کو جزو ایمان قرار دینا کہ مسیح زندہ ہے۔ اور جسم کے ساتھ ہی نازل ہوگا۔ ایمانیات سے خارج ہے اور یہ بات اس وقت تک بھی جب تک پیشگوئی ظاہر نہیں ہوئی۔ مگر جب حقیقت اظاہر ہوگئی۔ اس لئے اس کا ماننا ایمانیات میں داخل ہوگیا۔

اس کی مثال یہ ہے۔ کہ توریت میں آنحضرتؐ کی پیشگوئی تھی کہ "میں تیری مانند تیرے بھائیوں میں ایک نبی برپا کروں گا"۔ اس پیشگوئی پر یہود کا اتنا ایمان تھا۔ کہ ایک پیشگوئی ہے۔ لیکن یہ کہ اس پیشگوئی کے مصداق نبی کا نام محمدؐ ہوگا اور اس کی ماں کا نام آمنہ اور باپ کا نام عبداللہ ہوگا۔ اور اس کا مولد و منشاء مکہ ہوگا۔ یہ باتیں آنحضرتؐ کی بعثت تک جزو ایمان نہیں تھیں۔ کیونکہ ان کا ظاہر میں کچھ وجود نہیں تھا۔ ایمان صرف پیشگوئی پر تھا لیکن جب حضورؐ مبعوث ہو گئے تو پیشگوئی کی حقیقت ظاہر ہوگئی۔ جو ان کے مزعومات کے خلاف تھی پس ان کے مزعومات جزو ایمان نہیں تھے۔ کیونکہ وہ خدائی علم کے ماتحت نہ تھے۔ خدائی علم کا منشاء وہ تھا جو ظاہر ہوا۔ ایسا ہی حدیث نزول مسیح کے متعلق بھی جب تک اس کا مصداق ظاہر نہیں ہوا۔ لوگوں کے مزعومات جزو ایمان نہیں ہو سکتے تھے۔ جزو ایمان وہ حقیقت ہوگی جو خدا نے ظاہر فرمائی۔

خدا کی ظاہر کردہ حقیقت میں سب سے پہلی بات کہ جس سے لوگوں کے مزعومات کی تردید ہوتی ہے۔ یہ ہے کہ مسیح فوت ہو چکا۔ لوگوں کا تو یہ عقیدہ تھا کہ مسیح زندہ ہے اور وہی نازل ہوگا۔ مگر خدا نے ظاہر فرمایا کہ نہیں وہ فوت ہوگیا۔ اس لئے حدیث متعلقہ نزول مسیح کے وہ معنے نہیں جو لوگوں نے سمجھے ہیں۔ بلکہ وہ ہیں جو خدا نے ظاہر فرمائے کہ مسیح کے ہمرنگ ایک دوسرے شخص کو مبعوث فرما دیا۔ جس کا نام نامی و اسم گرامی احمدؐ قادیانی ہے۔ اور جس کے دعویٰ کی تکذیب میں شب و روز چودھویں صدی کے یہودی مشغول ہیں۔

## اختلاف نمبر چہارم

| | |
|---|---|
| یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوگیا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۹۷) | جو شخص (مسیح) کشمیر سری نگر محلہ خانیار میں مدفون ہے۔ اس کو ناحق آسمان پر اٹھایا گیا۔ کس قدر ظلم ہے (دافع البلاء صفحہ ۱۵) |

اصل بحث تو یہ ہے۔ کہ مسیح فوت ہوگیا یا نہیں۔ قبر کا مقام ایک زائد بات ہے۔ کیونکہ لاتعداد انسان ہیں جو مر گئے ہیں۔ اور ان میں بیشمار ایسے بھی ہیں جن کو آپ ہم جانتے ہیں کہ وہ فوت ہوگئے۔ لیکن یہ نہیں جانتے کہ ان کی قبر کہاں ہے۔ مثلاً سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی کو لو کون مسلمان ہے جو یہ نہ جانتا ہو۔ کہ آپ شہید ہوگئے۔ مگر ارباب تاریخ آپ کے مدفن کے بارے میں مختلف الرائے ہیں۔ کوئی کسی مقام کو آپ کا مدفن بتاتا ہے۔ کوئی کسی مقام پر۔ پس حضرت علی کے مقبرہ کے صحیح معلوم نہ ہونے سے ان کی موت میں شک پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح حضرت مسیح کے متعلق جب یہ تحقیق ہوگیا۔ کہ آپ فوت ہوگئے۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ بھی ثابت کیا جائے کہ وہ دفن کہاں ہیں؟ لیکن اگر بتا دیں تو ہماری طرف سے مزید ثبوت ہوگا۔

نیز یاد رکھنا چاہیئے کہ جس طرح حضرت علی کے مقبرے میں اختلاف ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح کے مقبرے میں بھی اختلاف ہے۔ کوئی گلیلی بتاتا ہے۔ کوئی کشمیر۔ اور جن کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ وہ زندہ ہیں وہ مدینہ میں آپ کا آئندہ مدفن تجویز کرتے ہیں۔ لیکن آخری لوگوں کا یہ خیال غلط ہے۔ کیونکہ جس شخص کے لئے آئندہ مدفن تجویز کر چکے ہیں سینکڑوں برس گزر چکے کہ وہ دار فانی سے گزر چکا ہے۔ دوسرے جو جگہ تجویز کی گئی ہے وہاں کوئی جگہ قبر کے لئے خالی ہی نہیں جہاں مسیح کو دفن کیا جا سکے۔ باقی رہے وہ دو مقام گلیلی اور کشمیر ان کے متعلق تاریخی بحث ہے۔ جب تک پہلی جگہ کے متعلق شہادات طلبیں اسی کو مدفن مسیح قرار دیا گیا۔ جب پہلی شہادتوں سے زیادہ وزن دار اور قوی شہادتیں کشمیر کے مدفن مسیح ہونے کے متعلق مہیا ہوگئیں تو پہلے خیال کو ترک کر دینا پڑا پس اس میں تو کوئی اختلاف ہے نہ صداقت و عدم صداقت کا۔

## اختلاف پنجم۔

| | |
|---|---|
| مسلمانوں کو واضح ہے کہ خدا | اصل بات یہ ہے کہ کشمیر میں |

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی۔ کہ وہ کون تھا۔ (ضمیمہ انجام آتھم صہ ۹)

ایک مشہور و معروف قبر ہے۔ جس کو یوز آسف نبی کی قبر کہتے ہیں.... (۲) ایک عمیق نظر کے بعد نہایت تسلی بخش طریق سے کھل جائیگا کہ دراصل یسوع آسف ہی.... (۳)

چونکہ حضرت مسیح نہایت غمگین ہوکر وطن سے نکلے تھے اس لئے اپنے نام کے ساتھ... ملالیا۔

(ست بچن صہ ۱۶۴)

معترض نے ست بچن کے حوالہ میں صحت کا خیال نہیں رکھا۔ کیونکہ یہ عبارت صہ ۱۶۴ پر موجود نہیں بلکہ صہ ۱۶۴ کے حاشیہ در حاشیہ صہ ۹ کی ہے۔ اور آخری لفظ "آصف" کو "صاد" کے ساتھ کتابت کیا ہے۔ حالانکہ اصل میں "سین" کے ساتھ ہے۔ اور "صاد" کے ساتھ نقل کرنے میں وہ معنے مفقود ہو جاتے ہیں۔ جو اس لفظ کے اصل کے لحاظ سے ہیں۔ اس کی طرف اہلحدیث نے بھی اشارہ کیا ہے مگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو معلوم ہو کہ یہ کوہاٹی کے دماغ کا پیدا کردہ ہے۔ ورنہ اصل کتاب میں یہ لفظ "سین" سے ہی ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ اس حوالہ کے متعلق ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے۔ وہ یہ کہ کوہاٹی پردہ نشین نے نقل کرنے میں فقرہ نمبر اول و دوم کے درمیانی عبارت کو دانستہ ترک کیا ہے۔ سترد کہ عبارت یہ ہے:۔

اس نام پر ایک سرسری نظر کے ہر ایک شخص کا ذہن ضرور اس طرف منتقل ہوگا۔ کہ یہ قبر کسی اسرائیلی نبی کی ہے۔ کیونکہ یہ لفظ عبرانی زبان سے مشابہ ہے۔

اس فقرہ کو ترک کرنے سے معترض کا یہ منشاء معلوم ہوتا ہے۔ کہ اصل نتیجہ پر پہنچنے کے لئے جو مجرد اس نام کے سننے سے ایک کیفیت دل و دماغ میں پیدا ہوتی ہے۔ اور جو آئندہ تحقیقات کے لئے ایک چراغ کا کام دینے والی ہے۔ اس کو درمیان سے ہی نکال دیا جائے۔ پس جب بنیاد ہی نہ رہیگی تو اس پر عمارت کیسے قائم کی جائیگی۔ لیکن یہ ایک جداگانہ بحث ہے۔ جس کا موجودہ مبحث سے کوئی نمایاں تعلق نہیں۔ اس لئے ہم اس کو یہیں چھوڑ کر اصل مبحث کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

جیسا کہ ہم نے پہلے بھی ایک جگہ لکھا ہے کہ معترض دو رنگے اقوال تو پیش کر دیتا ہے۔ جن میں اس کے زعم باطل میں تضاد و تخالف ہوتا ہے۔ لیکن ان کے محل وقوع کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ جس سے اقوال منقولہ کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔ چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی کیا ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم صہ ۹ کا فقرہ اس بحث کا ایک ٹکڑا ہے۔ جہاں حضرت مسیح موعودؑ نے مسیح کی اس حیثیت پر بحث کی ہے۔ جو عیسائیوں کے نزدیک مسلم ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ یسوع خدا تھا۔ موسیٰؑ وغیرہ انبیاء بنی اسرائیل بت مار۔ چور وغیرہ وغیرہ تھے۔ اور جو آئندہ نبی آئیگا یعنے آنحضرتؐ وہ بھی جھوٹا اور مکار ہوگا۔ چنانچہ عیسائی اپنے اس مصنوعی خدا کے قول کی اتباع میں ہمارے سید و مولا کو سچا نبی نہیں مانتے۔ بلکہ حضور کے گندے اور ناپاک نام دھرتے ہیں۔ تو عیسائیوں کے ہاں یسوع کی جو حیثیت ہے وہ ایک خدا کی حیثیت ہے جو اخلاق مذکورہ بالا سے متصف ہے لیکن قرآن میں ایسی کسی حیثیت کا ذکر نہیں۔ اگر کوئی ایسی صفات کے یسوع کا ذکر قرآن میں دکھاوے جو مدعی الوہیت ہو۔ اور اپنے سے پہلے ہونے والوں اور بعد میں آنے والے نبیوں کو چور بٹ مار جھوٹے فریبی کہتا ہو تو ہم مان لینگے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے صحیح نہیں تحریر فرمایا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ہمارے سیدؐ و مولا حضرت مسیح موعودؑ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ حق اور بجا ہے۔ کیونکہ درحقیقت کسی ایسے یسوع مسیحؑ کا قرآن میں ذکر نہیں۔ جو متصف بہ صفات بالا ہو۔

لیکن دوسرے مقام پر یعنے ست بچن میں مسیحؑ کی وہ حیثیت تسلیم نہ کر کے جو عیسائیوں کے ہاں مسلم ہے بلکہ عیسائیوں کو غلطی پر مان کر اور حضرت مسیحؑ کی اس حیثیت کے مطابق بلکہ جو درحقیقت ہے یعنی خدا کا نبی اس حیثیت کو ان اقوال کو جو عیسائیوں نے مسیحؑ کی طرف منسوب کئے ہیں۔ عیسائیوں کی غلطی اور افترا تسلیم کر کے بحث کی گئی ہے۔

پس چونکہ دو مقامات پر دو مختلف حیثیتوں کے مطابق بحث کی گئی ہے۔ اس لئے دونو حیثیتوں کے مطابق خیالات کا اظہار ہوا ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی اختلاف نہیں دیکھو عیسائی مسیحؑ کو خدا کہتے ہیں۔ اور ان کا عقیدہ ہے کہ مسیحؑ کی خدائی انہوں نے آپ سے آپ نہیں بنائی۔ بلکہ خود مسیحؑ نے اپنی خدائی کا دعویٰ کیا یعنے اس نے عیسائیوں کو اپنی الوہیت کا سبق پڑھایا۔ مگر قرآن مجید میں جس مسیحؑ کا ذکر ہے۔ وہ وہ شخص ہے۔ جس کے دماغ میں وہم بھی پیدا نہیں ہوا کہ وہ خدا یا خدا کا فرزند ہے۔ بلکہ وہ اپنی عبودیت کا اقرار کرتا ہے اور نبوت کے دعویٰ کو پیش کرتا ہے اور اسی حیثیت سے خدا قرآن میں مسیحؑ کو پیش کرتا ہے۔

اب یہاں دو علیحدہ علیحدہ شخصیتوں کا تشخص ہوتا ہے۔

(۱) عیسائیوں کے نزدیک مسیحؑ وہ شخص ہے۔ جو خدا ہے۔ اور انبیاء متقدمین و متاخرین .... کا منکر و مکذب ہے۔

(۲) برخلاف اس کے قرآن کے نزدیک کوئی ایسا مسیحؑ نہیں جو مدعی خدائی ہو بلکہ عبد اور رسول ہے۔ اور دوسرے انبیاء کا مصدق و مؤید ہے۔

چونکہ عیسائی مسیحؑ کو خدا مانکر اس کی تائید میں قرآن کے اس مسیحؑ کے متعلقہ حالات کو پیش کرتے ہیں جو نبی اور رسول تھا۔ اور اس رسول اور نبی مسیحؑ کے حالات کو اپنے خداوند خدا مسیحؑ کے ہی حالات بتاتے ہیں۔ اس لئے ان سے دریافت کیا جاتا ہے کہ قرآن میں تو اس مسیحؑ کا خدا ہے۔ کوئی ذکر نہیں بلکہ اس مسیحؑ کا ذکر ہے جو رسول اور عبد تھا اور انبیاء کو برا بھلا نہیں کہتا تھا۔

یہ ایسی بات تھی کہ اس پر کوئی اعتراض معقول رنگ میں نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن دشمنانِ عقل کی جانے بلا کہ ان کے اعتراضات کے ساتھ عقل سلیم اور فہم حکیم کی بھی روشنی ہوتی ہے یا نہیں۔

## چھٹا اختلاف

| | |
|---|---|
| قرآن کریم میں بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں | سچا خدا وہی ہے۔ جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ |

(باقی آئندہ)